نقش خیال

جناب عرفان صدیقی*

اک اور زخم

دس بارہ سال پہلے کا ذکر ہے کہ پشاور جاتے ہوئے اکوڑہ خٹک مولانا سمیع الحق کے دارالعلوم میں رک گیا۔ جہاد افغانستان کا مرحلہ تمام ہو چکا تھا اور روس کو شکست سے دوچار کردینے والے مجاہدین اپنا لہو گرم رکھنے کے لئے اب ایک دوسرے کو نشانہ بنا رہے تھا۔ اکوڑہ کا دارالعلوم روشن تاریخ کا حامل ہے۔ وہاں جاکر مولانا کی میزبانی کے ساتھ ساتھ بے بہا روحانی آسودگی کی دولت بھی ملتی ہے۔ ایک عام سے احاطے میں عظیم عالم دین شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ مرحوم ومغفور کی قبر پر فاتحہ خوانی کے بعد مولانا سمیع الحق مجھے ان غیر ملکی طلبا سے ملوانے لے گئے جو روس کے شکنجے سے آزاد ہونے والی وسط ایشیائی مسلم ریاستوں سے آئے تھے۔ پھر انہوں نے مجھے بوسنیا کے بچوں سے ملوایا۔ یورپ کا رنگ روپ رکھنے والے معصوم بچوں کو ململ کی سفید ٹوپیاں پہنے قرآن کریم کی تلاوت کرتے دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی۔ یوں لگتا تھا جیسے اجلے نورانی پروں والے پرندے قطار اندر قطار بیٹھے ہوں۔ میرے دیکھتے دیکھتے دارالعلوم اکوڑہ خٹک کا وسیع وعریض دالان ایک نیلگوں جھیل کی شکل اختیار کر گیا۔ اس جھیل سے اپنی پیاس بجھائے پرندوں کی ڈاریں مجھے بہت اچھی لگیں۔ میں نے سوچا کہ ہمارے دینی مدارس عالم اسلام کی نظریاتی وحدت کی روشن علامتیں ہیں۔ جن کے کمروں حجروں' برآمدوں اور دالانوں میں ہر خطے سے آئے ہوئے نوجوان اسلامی اخوت کے سفیروں کے طور پر تربیت پا رہے ہیں۔ جغرافیے کی لکیروں اور شرق وغرب کی زنجیروں کو توڑ کر مختلف زبانیں بولنے والے یہ نونہال یہاں سے فارغ التحصیل ہوکر جہاں جہاں بھی جائیں گے پاکستان کی خوشبو اپنے ساتھ لے جائیں گے۔ دس بارہ سال پہلے اکوڑہ خٹک میں زیر تعلیم وہ بچے اب بھرپور جوانی کی دہلیز پر قدم رکھ چکے ہوں گے۔ یقیناً ان میں سے کچھ نہ کچھ اپنے معاشروں میں دین حق کی شمع جلائے اسلامی تعلیمات کے فروغ کیلئے مصروف کار ہوں گے۔ جب کبھی پاکستان کا ذکر آتا ہوگا' ان کے دل ودماغ میں محبت کے دو چار شگوفے ضرور پھوٹتے ہونگے اور انکے چہروں پر اپنائیت کی مانوس شفق کھل جاتی ہوگی۔

اور آج ایک زہرناک خبر پڑھ کر یوں لگا جیسے کوئی مجھے صحرا کی دہکتی ریت پر اگی لمبے کانٹوں والی جھاڑیوں میں گھسیٹ رہا ہو۔ خبر یہ ہے کہ پاکستان میں غیر ملکی طلباء کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کی وجہ سے تیس اسلامی ممالک اور کئی غیر مسلم ملکوں کے مسلم گھرانوں نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ دینی تعلیم کے لئے اپنے بچوں کو پاکستان کے بجائے بھارت

* سینئر کالم نگار روزنامہ ''نوائے وقت''

بھجیں گے۔ افغانستان، بنگلہ دیش، انڈونیشیا، ملائشیا، مالدیپ، سعودی عرب اور مصر سمیت متعدد اسلامی ممالک کا خیال ہے کہ پاکستان کے دینی مدارس میں ان کے بچوں کو تحفظ حاصل نہیں رہا۔" دینی مدارس کے طلباء کی بین الاقوامی تنظیم" کے ایک اعلیٰ عہدیدار نے بتایا ہے کہ پچھلے دو سالوں میں پاکستان کے دینی مدارس میں زیر تعلیم غیر ملکی طلباء کو ناروا سلوک کا نشانہ بنایا گیا اور زبردست خوف و ہراس میں مبتلا رکھا گیا۔ خاص طور پر سعودی عرب، سوڈان، مصر اور انڈونیشیا کے طلبا کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

ایک اور خبر یہ ہے کہ حکومت دینی مدارس کے کنٹرول اور نگرانی کے لئے ایک بل اسمبلی میں پیش کرنے والی ہے ادھر وزارت تعلیم کے دانشکدے اپنے طور پر مصروف ہیں کہ ہر سطح کے تعلیمی نصاب کو کس طرح مشرف بہ بش کیا جائے۔ جانچ پرکھ ہو رہی ہے کہ قرآن کریم کی کون کون سی روشن آیات اور حضور ختمی مرتبتؐ کی کون کون سی احادیث مبارکہ کو درسی کتب سے دور رکھا جائے۔ محدب عدسے لگا کر دیکھا جا رہا ہے کہ اللہ اور رسولؐ کی تعلیمات مقدسہ کا کون سا پہلو جہاد کی تلقین کرتا، اہل حرم کی اسلامی حمیت کو مہمیز لگاتا۔ باطل قوتوں کے سامنے گردن جھکانے کے بجائے جان سے گزر جانے کا درس دیتا، حق و باطل کے معرکوں میں سچ کا ساتھ دینے کا سبق سیکھتا اور ذلت آمیز مصلحت کیشی کے بجائے شہادت گاہ الفت میں قدم رکھنے کا عزم عطا کرتا ہے۔ یہ سب کچھ ہونا ہی تھا، کسی راہ پر بگٹٹ دوڑتے ہوئے اچانک تیز موڑ کاٹا جائے تو صرف پاؤں اور ٹانگوں کو ہی جھٹکا نہیں لگتا اور محض رخ ہی تبدیل نہیں ہوتا، جسم کا ایک ایک جوڑ ہل جاتا ہے اور سارے اعصاب چڑمڑ ہو کر رہ جاتے ہیں۔ 11 ستمبر کی شب کھائی جانے والی قلابازی نے چند لمحوں کے اندر اندر ہمارا سارا توازن درہم برہم کر دیا۔ اب تو یہ کوئی راز نہیں رہا کہ ہمارے فیصلے کی بنیاد صرف "خوف" تھی۔ وزارت خارجہ کے سیکرٹری فرما چکے ہیں کہ "ہم ایسا نہ کرتے تو امریکہ بھارت کے ذریعے ہمارا وہی حشر کر دیتا جو اس نے شمالی اتحاد کے ذریعے طالبان کا کیا" اس تادیل کے بعد کسی بحث کی ضرورت نہیں رہتی۔ جب خوف کو ہی اپنی پالیسیوں کا محرک و جواز بنا لیا جائے تو دلیل بے کار ہوتی ہے لیکن کسے گمان تھا کہ ایک سیاہ بخت فیصلہ ہمیں بے آبروئی کی ایسی پستیوں میں دھکیل دے گا۔

جارج بش نے بطور خاص محترمہ زبیدہ جلال کو کیوں خراج تحسین پیش کیا تھا؟ کچھ عرصے سے حکومت کی ساری عنایات بلند نام اور عالی مقام اداروں کے لئے وقف ہو کر رہ گئی ہیں۔ صدر پرویز مشرف حال ہی میں ایک کیڈٹ کالج تشریف لے گئے اور اس کے لئے ایک کروڑ روپے کی خصوصی گرانٹ کا اعلان کیا۔ دینی مدارس کے لئے حکومت کی تجوری میں چند سکے بھی نہیں۔ گلی گلی، محلے محلے کھلنے والے وہ سکول ہر قدغن سے پاک اور ہر پابندی سے آزاد ہیں جو لادین مغربی سوچ کے بیج بوتے اور من مانے بھتے وصول کرتے ہیں۔ سارے آزار ان دینی مدارس کیلئے ہیں جو کسمپرسی اور بیچارگی کے عالم میں اللہ اور رسولؐ کے دین کا جھنڈا اٹھائے ہوئے ہیں۔ انہیں مزید بے بس و لاچار کرنے

کے لئے قانون لائے جا رہے ہیں۔ان کے حلقہ ہائے درس میں شرکت کو ایسا جرم بنایا جا رہا ہے کہ عالم اسلام سے آنے والے اب بھارت کو پاکستان پر ترجیح دینے لگے ہیں۔

اب فرشتوں جیسے اجلے پروں والے پرندے جب اپنی پیاس بجھانے مصفی پانیوں کی نیلگوں جھیلوں کی تلاش میں نکلیں گے تو اکوڑہ خٹک' پنج پیر' ڈیرہ اسماعیل خان' ملتان' لاہور' کراچی اور پشاور کا رخ کرنے کے بجائے دہلی' سہارنپور' اعظم گڑھ' دیوبند' بریلی' بمبئی اور مدارس کو پرواز کریں گے۔ ہمارے دالان نگر نگر خوشبو بکھیرنے والے ننھے سفیروں سے خالی ہو جائیں گے۔

تاریخ کا بے لاگ منصب جب کبھی ہمارے ''جہاد اکبر'' کے ثمرات کا جائزہ لینے کے لئے' میزان عدل لے کر بیٹھے گا تو ہم اپنی زخم زخم روح اور لا حاصلی کے اندھے سفر کا حساب کس سے مانگیں گے؟ کیا ہماری جھیلوں سے روٹھ جانے والے نورانی پرندے اب کبھی لوٹ کر نہیں آئیں گے؟ کیا غاروں سے آکسیجن چوس لینے والا عفریت ہماری مقدس جھیلوں کا پانی بھی خشک کر دے گا؟ کیا عالم اسلام کی بستیاں اب بھارت کے سفیروں سے بھر جائیں گی؟

(بشکریہ 'نوائے وقت' راولپنڈی ۸ نومبر ۲۰۰۳

بقیہ: صفحہ ۵۳ سے (مدارس کا نظام' افادیت اور برکات)

طرح منہمک اور مشغول رہنے کی ضرورت ہے۔اس لئے اس کے ساتھ مال کمانے کا شغل جمع نہیں ہو سکتا اور اسکے کرنے سے علم دین کی خدمت' ناتمام اور غیر مکمل رہ جاتی ہے۔

ملک میں ہزاروں چھوٹے مدارس حفظ و تجوید کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔ اور ہزاروں حفاظ وقراء ہر سال قرآن کریم کے معجزانہ حفاظت میں مصروف عمل ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ معاشرہ کے ہر طبقہ میں جن میں بڑے بڑے سول وفوجی افسران' کارخانہ دار' اور سرمایہ دار اپنے بچوں کو حفظ قرآن کے لئے مدارس میں داخل کر رہے ہیں۔اور آخرت میں اپنی عزت وافتخار اور شفاعت وسفارش کا ذریعہ بنا رہے ہیں۔ مدارس دینیہ کا اس مضبوط اور کڑا انظام ہے کہ صرف ''وفاق المدارس'' کے اس سال کے سالانہ امتحانات میں سوا لاکھ سے زیادہ طلبہ شریک ہو رہے ہیں اور تیرہ لاکھ طلباء کے تعلیم کا انتظام اور دیگر اخراجات اپنے ذمہ لئے ہوئے ہیں۔

امتحانات کا ایسا بہترین نظام ہے کہ پورے ملک میں بیک وقت یہ سسٹم جاری رہتا ہے۔ جو دھاندلیاں کاری امتحانات میں ہوئی ہیں اس کا تصور بھی یہاں نہیں کیا جا سکتا۔اللہ تعالیٰ مدارس کے اس نظام کو بین الاقوامی اور ملکی رشوں سے محفوظ فرمائے۔اور ہم سب کو اخلاص سے دین اور علم دین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔(امین)